ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیت ۱۴

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

<u>ش ھ و</u>

شَهَا (ن) شَهْوَةً : دل میں کسی چیز کو حاصل کرنے کی طلب پیدا ہونا' آرزو کرنا' خواہش کرنا' چاہنا۔

شَهْوَةٌ ج شَهَوٰتٌ (اسم ذات بھی ہے) : آرزو' خواہش' چاہت۔ ﴿اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً﴾ (الاعراف:۸۱) ''بے شک تم لوگ آتے ہو مردوں کے پاس خواہش کرتے ہوئے۔''

اِشْتَهَا (افتعال) اِشْتِهَاءً : اہتمام سے خواہش کرنا' چاہنا۔ ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ﴾ (حٰم السجدۃ:۳۱) ''اور تمہارے لیے ہے اس میں وہ' جو تمہارا جی چاہے گا۔''

ق ن ط ر

قَنْطَرَ (رباعی) قَنْطَرَةً : کوئی چیز بہت زیادہ مقدار میں جمع کرنا۔

مُقَنْطَرَةٌ (اسم المفعول) : جمع کیا ہوا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

قِنْطَارٌ ج قَنَاطِيْرُ : ایک وزن کا نام ہے جس کی مقدار بدلتی رہتی ہے۔ اصطلاحاً کسی چیز کے ڈھیر کے لیے آتا ہے۔ ﴿اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ﴾ (آل عمران:٧٥) ''اگر تو بھروسہ کرے اس پر کسی ڈھیر کے بارے میں تو وہ لوٹا دے گا اس کو تیری طرف۔''

ف ض ض

فَضَّ (ن) فَضًّا : کسی چیز کو توڑ کر منتشر کرنا۔

فِضَّةٌ (اسم ذات) : (۱) ایسی زمین جہاں پتھر ایک دوسرے پر بکھرے ہوں۔ (۲) چاندی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اِنْفَضَّ (انفعال) اِنْفِضَاضًا : ٹوٹنا، منتشر ہونا۔ ﴿لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا﴾ (المُنفقون:٧) ''تم لوگ خرچ مت کرو ان پر جو اللہ کے رسولؐ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ منتشر ہو جائیں۔''

خ ی ل

خَالَ (ف) خَيْلًا : ذہن میں کسی چیز کی تصویر بنانا، تصور کرنا، سمجھنا، خیال کرنا۔

خَيْلٌ (اسم ذات) : گھوڑے سوار (کیونکہ وہ خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے)۔ پھر گھوڑے اور سوار دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اسم جمع ہے اور اس کی جمع بھی آتی ہے۔ ﴿وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ﴾ (بنی اسراء یل:٦٤) ''اور چڑھا لا ان پر اپنے سواروں کو اور اپنے پیادوں کو۔''

خَيَّلَ (تفعیل) تَخْيِيْلًا : دوسروں کے ذہن میں کوئی تصور قائم کرنا، تصور دینا۔ ﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ (طٰہٰ) ''پھر جب ان کی رسیوں اور ان کی لاٹھیوں کا تصور دیا گیا اس کو ان کے جادو سے کہ وہ دوڑتی ہیں۔''

اِخْتَالَ (افتعال) اِخْتِيَالًا : خود کو برتر تصور کرنا، تکبر کرنا، اترانا۔

مُخْتَالٌ (اسم الفاعل) : اترانے والا۔ ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (الحدید) ''اور اللہ پسند نہیں کرتا کسی بھی اترانے والے فخر کرنے والے کو۔''

ء و ب

ءَ ا بَ (ن) اَوْبًا : واپس ہونا' لوٹنا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف واپس ہونے اور رجوع کرنے کے لیے آیا ہے۔

اِیَابٌ (اسم فعل) : واپسی۔ ﴿اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ﴾ (الغاشیة) ''یقیناً ہماری طرف ہی ان کی واپسی ہے۔''

اَوَّابٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : بار بار رجوع کرنے والا۔ ﴿فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴾ (بنی اسراء یل) ''تو بے شک وہ بار بار رجوع کرنے والوں کے لیے بے انتہا بخشنے والا ہے۔''

مَاٰبٌ (مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف) : واپس ہونے کی جگہ' ٹھکانہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَوَّبَ (تفعیل) تَاْوِیْبًا : کسی کے ساتھ واپس ہونا' کسی کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنا' ہم قدمی کرنا' ہم نوائی کرنا۔

اَوِّبْ (فعل امر) : تو ہم نوائی کر۔ ﴿یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ﴾ (سبا: ۱۰) ''اے پہاڑو! تم ہم نوائی کرو اس کے ساتھ۔''

ترکیب : ''زُیِّنَ'' کا نائب فاعل ''حُبُّ الشَّھَوٰتِ'' ہے۔ ''مِنَ النِّسَآءِ'' کا ''مِنْ'' بیانیہ ہے۔ ''اَلْقَنَاطِیْرِ'' کا مضاف ''حُبُّ'' محذوف ہے۔ ''مِنَ الذَّھَبِ'' کا ''مِنْ'' بھی بیانیہ ہے۔

ترجمہ:

زُیِّنَ : سجایا گیا	لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
حُبُّ الشَّھَوٰتِ : آرزوؤں کی محبت کو	مِنَ النِّسَآءِ : جیسے عورتوں کی
وَالْبَنِیْنَ : اور بیٹوں کی	وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ : اور جمع کیے ہوئے ڈھیروں (کی محبت کو)
مِنَ الذَّھَبِ : جیسے سونے کی	وَالْفِضَّةِ : اور چاندی کی
وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ : اور نشان زدہ گھوڑوں کی	وَالْاَنْعَامِ : اور مویشیوں کی

وَالْحَرْثِ : اور کھیتی کی ذٰلِكَ : یہ
مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : دنیوی زندگی کا سامان ہے وَاللّٰهُ : اور اللہ
عِنْدَهٗ : اس کے پاس ہی حُسْنُ الْمَاٰبِ : اچھا ٹھکانہ ہے

آیات ۱۵ تا ۱۷

﴿قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

ترکیب: ''بِخَيْرٍ'' تفضیل بعض ہے۔ ''ذٰلِكُمْ'' دراصل ''ذٰلِكَ'' ہے صرف واحد ضمیر ''كَ'' کے بجائے جمع کی ضمیر ''كُمْ'' آئی ہے' معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ''لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''جَنّٰتٌ' اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ'' اور ''رِضْوَانٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہیں۔ ''خٰلِدِيْنَ'' حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

''اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ'' گزشتہ آیت میں ''لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا'' کا بدل ہے۔ اسی طرح ''اَلصّٰبِرِيْنَ'' سے ''اَلْمُسْتَغْفِرِيْنَ'' تک ''لِلَّذِيْنَ'' کا بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔

ترجمہ:

قُلْ : آپ کہیے اَؤُنَبِّئُكُمْ : کیا میں خبر دوں تم لوگوں کو
بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ : اس سے زیادہ بہتر (چیز) کی لِلَّذِيْنَ : ان لوگوں کے لیے جنہوں نے
اتَّقَوْا : تقویٰ اختیار کیا عِنْدَ رَبِّهِمْ : ان کے ربّ کے پاس
جَنّٰتٌ : ایسے باغات ہیں تَجْرِيْ : بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا : جن کے دامن میں الْاَنْهٰرُ : نہریں
خٰلِدِيْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے فِيْهَا : ان میں

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ :اور پاک کیے ہوئے جوڑے ہیں وَّرِضْوَانٌ :اورخوشنودی ہے

مِّنَ اللّٰهِ :اللہ(کی طرف) سے وَاللّٰهُ :اوراللہ

بَصِيْرٌ :دیکھنے والا ہے بِالْعِبَادِ :بندوں کو

اَلَّذِيْنَ :جولوگ يَقُوْلُوْنَ : کہتے ہیں

رَبَّنَآ :اے ہمارے ربّ اِنَّنَآ اٰمَنَّا :بے شک ہم ایمان لائے

فَاغْفِرْ :پس تو بخش دے لَنَا :ہمارے لیے

ذُنُوْبَنَا :ہمارے گناہوں کو وَ :اور

قِنَا :تو بچا ہم کو عَذَابَ النَّارِ :آگ کے عذاب سے

اَلصّٰبِرِيْنَ :(جولوگ رہے) ثابت قدم رہنے والے وَالصّٰدِقِيْنَ :اورسچ کرنے والے

وَالْقٰنِتِيْنَ:اورفرماں برداری کرنے والے وَالْمُنْفِقِيْنَ :اورانفاق کرنے والے

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ:اورمغفرت مانگنے والے بِالْاَسْحَارِ :سویرے سویرے

آیات ۱۸'۱۹

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾﴾

ترکیب :''شَهِدَ'' کے فاعل ''اَللّٰهُ'' ،''اَلْمَلٰٓئِكَةُ'' اور ''اُولُوا الْعِلْمِ'' ہیں۔''اِلَّا هُوَ'' کا حال ہونے کی وجہ سے ''قَآئِمًا'' منصوب ہے۔''اِنَّ'' کا اسم ''الدِّيْنَ'' ہے اور ''اَلْاِسْلَامُ'' اس کی خبر ہے۔''بَغْيًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

شَهِدَ :گواہی دی اَللّٰهُ :اللہ نے

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ :کہ کسی قسم کا کوئی الٰہ نہیں ہے اِلَّا :سوائے

هُوَ : اُس کے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ : اور فرشتوں نے
وَاُولُوا الْعِلْمِ : اور علم والوں نے
قَآئِمًا : نگرانی کرنے والا ہوتے ہوئے
بِالْقِسْطِ : حق کی
لَآ اِلٰهَ : کسی قسم کا کوئی الٰہ نہیں ہے
اِلَّا : سوائے
هُوَ : اُس کے
الْعَزِيْزُ : جو بالادست ہے
الْحَكِيْمُ : حکمت والا ہے
اِنَّ : یقیناً
الدِّيْنَ : دین
عِنْدَ اللّٰهِ : اللہ کے ہاں
الْاِسْلَامُ : اسلام ہی ہے
وَمَا اخْتَلَفَ : اور اختلاف نہیں کیا
الَّذِيْنَ : ان لوگوں نے جن کو
اُوْتُوا : دی گئی
الْكِتٰبَ : کتاب
اِلَّا : مگر
مِنْ بَعْدِ مَا : اس کے بعد جو
جَآءَ : آیا
هُمُ : ان کے پاس
الْعِلْمُ : علم
بَغْيًا : سرکشی کرتے ہوئے
بَيْنَهُمْ : آپس میں
وَمَنْ يَّكْفُرْ : اور جو انکار کرتا ہے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ : اللہ کی آیات کا
فَاِنَّ اللّٰهَ : تو یقیناً اللہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ : حساب لینے میں تیز ہے

نوٹ : عدل اور قسط کا ترجمہ انصاف کیا جاتا ہے جو کہ درست ہے۔ لیکن ان تینوں الفاظ کے بنیادی مفہوم میں جو فرق ہے وہ ذہن میں واضح ہونا چاہیے۔

مادہ ''ن ص ف'' سے بابِ افعال کا مصدر ہے ''اِنْصَافٌ''۔ اس کا بنیادی مفہوم ہے آدھا کرنا۔ کسی چیز کو برابر یعنی مساوی حصوں میں تقسیم کرنا۔ عدل کا بنیادی مفہوم ہے کسی چیز کو وزن یا رتبہ کے لحاظ سے کسی دوسری چیز کے برابر کرنا یعنی ہم پلہ کرنا۔ اس طرح عدل میں بدلہ دینے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے' یعنی کسی چیز کے عوض اس کے ہم پلہ کوئی دوسری چیز دینا۔ جبکہ قسط میں بنیادی مفہوم ہے کسی چیز کا کسی کے حق کے مطابق ہونا۔ اب ایک مثال کی مدد سے اس کو مزید سمجھ لیں۔

اکبر ایک مزدور ہے اور اس کے زیر کفالت دس افراد ہیں۔ اصغر بھی ایک مزدور ہے اور

اس کے زیر کفالت پانچ افراد ہیں۔ میرے پاس پندرہ سو روپے زکوٰۃ ہے جو میں دونوں میں ۷۵۰۔۷۵۰ تقسیم کر دیتا ہوں۔ یہ مساوات ہے' انصاف ہے' لیکن اقساط نہیں ہے۔ اگر میں ایک ہزار اکبر کو اور پانچ سو اصغر کو دوں تو یہ مساوات یا انصاف تو نہیں ہے لیکن اقساط ہے۔

اب ایک عام قاری کے لیے تو خیر ہے ہی لیکن ''اسلامی سوشلزم'' کے علمبرداروں کے لیے یہ ایک خصوصی لمحۂ فکریہ ہے کہ قرآن مجید میں عدل اور قسط کے الفاظ تو استعمال ہوئے ہیں' ثلاثی مجرد سے لفظ ''نِصْفٌ'' (آدھا) بھی آیا ہے' لیکن پورے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے انصاف کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ﴾ ''تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟'' (النساء:۸۲)

قسط کا مفہوم اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو اب آیت زیر مطالعہ میں ''قَآئِمًا بِالْقِسْطِ'' کا مفہوم ذہن میں واضح کر لیں کہ اللہ تعالیٰ قسط کی نگرانی کرنے والا ہے۔ اور اس سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ کس کا کس وقت کیا حق ہے!

آیات ۲۰ تا ۲۲

﴿فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾﴾

ترکیب: ''وَمَنِ اتَّبَعَنِ'' میں ''مَنْ'' کا عطف ہے ''اَسْلَمْتُ'' پر اور فاعل ثانی ہے۔ ''اِتَّبَعَنِ'' میں نون کی جر بتا رہی ہے کہ یہاں یائے متکلم محذوف ہے۔ ''قُلْ'' کا ایک مفعول ''لِلَّذِیْنَ'' ہے اور دوسرا مفعول ''اَلْاُمِّیّٖنَ'' ہے جو کہ ''لِلَّذِیْنَ'' کی ''لِ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ ''اَلْبَلٰغُ'' مبتدأ مؤخر ہے۔

ترجمہ:

فَاِنْ: پھر اگر	حَآجُّوْكَ: وہ لوگ دلیل بازی کریں آپؐ سے

فَقُلْ :تو آپ کہہ دیں
اَسْلَمْتُ :میں نے فرماں بردار کیا
وَجْهِيَ :اپنے چہرے کو
لِلّٰهِ :اللہ کا
وَمَنِ :اور اس نے جس نے
اتَّبَعَنِ :میری پیروی کی
وَقُلْ :اور آپ کہہ دیں
لِّلَّذِيْنَ :ان سے جن کو
اُوْتُوا :دی گئی
الْكِتٰبَ :کتاب
وَالْاُمِّيّٖنَ :اور ان پڑھ لوگوں سے
ءَ :کیا
اَسْلَمْتُمْ :تم لوگوں نے فرماں برداری قبول کی
فَاِنْ :پھر اگر
اَسْلَمُوْا :وہ لوگ فرماں برداری قبول کر لیں
فَقَدِ اهْتَدَوْا :تو انہوں نے ہدایت پالی
وَاِنْ :اور اگر
تَوَلَّوْا :وہ لوگ بے رخی کریں
فَاِنَّمَا :تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
عَلَيْكَ :آپ پر ہے
الْبَلٰغُ :پہنچا دینا
وَاللّٰهُ :اور اللہ
بَصِيْرٌ :دیکھنے والا ہے
بِالْعِبَادِ :بندوں کو
اِنَّ الَّذِيْنَ :بے شک وہ لوگ جو
يَكْفُرُوْنَ :انکار کرتے ہیں
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ :اللہ کی آیات کا
وَيَقْتُلُوْنَ :اور قتل کرتے ہیں
النَّبِيّٖنَ :نبیوں کو
بِغَيْرِ حَقٍّ :کسی حق کے بغیر
وَّيَقْتُلُوْنَ :اور وہ لوگ قتل کرتے ہیں
الَّذِيْنَ :ان لوگوں کو جو
يَاْمُرُوْنَ :ترغیب دیتے ہیں
بِالْقِسْطِ :حق کے مطابق ہونے کی
مِنَ النَّاسِ :لوگوں میں سے
فَبَشِّرْ :تو آپ بشارت دے دیجیے
هُمْ :ان کو
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ :ایک دردناک عذاب کی
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ :یہ وہ لوگ ہیں
حَبِطَتْ :اکارت ہوئے
اَعْمَالُهُمْ :جن کے اعمال
فِي الدُّنْيَا :دنیا میں
وَالْاٰخِرَةِ :اور آخرت میں
وَمَا لَهُمْ :اور ان کے لیے نہیں ہے
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ :کوئی بھی مدد کرنے والا

آیات ۲۳ تا ۲۵

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۠ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾

غ ر ر

غَرَّ (ن) غَرًّا : دھوکا دینا' فریب دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غُرُوْرٌ (فُعُوْلٌ کے وزن پر جمع) : دھوکے۔ ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝﴾ (آل عمران) ''اور نہیں ہے دُنیوی زندگی مگر فریبوں کا سامان۔''

غَرُوْرٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : بے انتہا دھوکا دینے والا۔ ﴿وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝﴾ (الحدید) ''اور تم کو دھوکا دیا اللہ کے بارے میں اس انتہائی دھوکے باز نے۔''

ف ر ی

فَرٰی (ض) فَرْيًا : (۱) کاٹنا' چیرنا۔ (۲) غلط یا بے بنیاد بات کہنا۔

فَرِیَ (س) فَرًى : دہشت زدہ ہونا' متحیر ہونا۔

فَرِیٌّ (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت) : دہشت زدہ کرنے والی چیز' حیران کن۔ ﴿لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝﴾ (مریم) ''بے شک تو آئی ہے ایک حیران کن چیز کے ساتھ۔''

اِفْتَرٰی (افتعال) اِفْتِرَاءً : اہتمام سے بے بنیاد بات کہنا' بات گھڑنا۔ ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ (الانعام: ۲۱) ''اور کون اس سے زیادہ ظالم ہے جس نے گھڑا اللہ پر ایک جھوٹ؟''

مُفْتَرٍ (اسم الفاعل) : گھڑنے والا۔ ﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ﴾ (النحل: ۱۰۱) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تو گھڑنے والا ہے۔''

مُفْتَرًى (اسم المفعول) : گھڑا ہوا۔ ﴿مَا هٰذَا اِلَّا اِفْكٌ مُّفْتَرًى﴾ (سبا: ۴۳) ''یہ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا بہتان۔''

ترکیب: ''لِيَحْكُمَ'' کا فاعل اس میں ''ھُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''كِتٰبِ اللّٰهِ'' کے لیے ہے۔ ''ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ'' میں ''ذٰلِكَ'' کا اشارہ ''يَتَوَلّٰى'' اور ''مُعْرِضُوْنَ'' کی طرف ہے۔ ''اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ'' ظرف ہے۔ ''غَرَّ'' کے آگے ''ھُمْ'' ضمیر مفعولی ہے اور اس کا فاعل ''مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ'' ہے۔ ''وُفِّيَتْ'' کا نائب فاعل ''كُلُّ نَفْسٍ'' ہے اور مفعول ثانی ''مَا كَسَبَتْ'' ہے۔

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ : کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	اِلَى الَّذِيْنَ : ان (کی حالت) کی طرف جن کو
اُوْتُوْا : دیا گیا	نَصِيْبًا : ایک حصہ
مِّنَ الْكِتٰبِ : کتاب سے	يُدْعَوْنَ : (جب) وہ لوگ بلائے جاتے ہیں
اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ : اللہ کی کتاب کی طرف	لِيَحْكُمَ : تاکہ وہ فیصلہ کرے
بَيْنَهُمْ : ان کے مابین	ثُمَّ : پھر
يَتَوَلّٰى : بے رُخی کرتا ہے	فَرِيْقٌ : ایک فریق
مِّنْهُمْ : ان میں سے	وَهُمْ : اور وہ لوگ
مُّعْرِضُوْنَ : اعراض کرنے والے ہیں	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ : یہ اس سبب سے کہ انہوں نے
قَالُوْا : کہا	لَنْ تَمَسَّنَا : ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو
النَّارُ : آگ	اِلَّآ : مگر
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ : چند گنے ہوئے دن	وَّغَرَّ : اور دھوکا دیا
هُمْ : ان کو	فِيْ دِيْنِهِمْ : ان کے دین میں
مَّا : اس نے جو	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ : وہ لوگ گھڑا کرتے تھے
فَكَيْفَ : تو کیسا ہوگا	اِذَا : جب
جَمَعْنٰهُمْ : ہم جمع کریں گے ان کو	لِيَوْمٍ : ایک ایسے دن کے لیے
لَّا رَيْبَ : کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے	فِيْهِ : جس میں

وَوُفِّيَتْ : اور پورا پورا دیا جائے گا　　كُلُّ نَفْسٍ : ہر ایک جان کو
مَّا : وہ جو　　كَسَبَتْ : اس نے کمایا
وَهُمْ : اور ان پر　　لَا يُظْلَمُوْنَ : ظلم نہیں کیا جائے گا

نوٹ : لفظ ''يَفْتَرُوْنَ'' کے متعلق ایک بات نوٹ کر لیں۔ مادہ ''ف ر ی'' سے باب افتعال میں یہ جمع مذکر غائب کا صیغہ اصلاً ''يَفْتَرِيُوْنَ'' تھا جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر ''يَفْتَرُوْنَ'' استعمال ہوتا ہے اور یہ قرآن مجید میں ۱۷ مقامات پر آیا ہے۔ جبکہ مادہ ''ف ت ر'' (ن) سے ثلاثی مجرد میں جمع مذکر غائب کا صیغہ ''يَفْتُرُوْنَ'' آتا ہے جس کے معنی ہیں تھکنا اور یہ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ (الانبیاء:۲۰) آیا ہے۔ ان دونوں میں فرق ''تا'' کی فتحہ اور ضمہ سے کیا جاتا ہے۔ اس فرق کو ذہن نشین کر لیں۔

آیات ۲۶، ۲۷

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝﴾

<u>ن ز ع</u>

نَزَعَ (ض) نَزْعًا : کسی چیز میں سے کوئی چیز کھینچ لینا، چھین لینا، اکھاڑنا۔ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف:۴۳) ''اور ہم نے کھینچا اس کو جو اُن کے سینوں میں تھی کوئی بھی کدورت۔''

نَازِعٌ (اسم الفاعل) : کھینچنے والا۔ ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝﴾ (النّٰزعٰت) ''قسم ہے کھینچنے والوں کی غوطہ لگا کر۔''

نَزَّاعٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : بار بار کھینچنے والا۔ ﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝﴾ (المعارج) ''بار بار کھینچنے والی کھال کو۔''

نَازَعَ (مفاعلہ) نِزَاعًا : باہم جھگڑنا۔ ﴿فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ﴾ (الحج:۶۷) ''تو

وہ لوگ ہرگز جھگڑا مت کریں آپؐ سے اس معاملہ میں۔''

تَنَازَعَ (تفاعل) تَنَازُعًا : باہم کھینچا تانی کرنا' اختلاف کرنا۔ ﴿فَتَنَازَعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ﴾ (طٰہٰ:٦٢) ''تو انہوں نے اختلاف کیا اپنے معاملہ میں آپس میں۔''

و ل ج

وَلَجَ (ض) وَلُوْجًا : کسی تنگ جگہ میں گھسنا' داخل ہونا۔ ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ (الاعراف:٤٠) ''یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں۔''

وَلِيْجَةٌ : (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اور اس پر تائے مبالغہ ہے جیسے ''عَلَّامَةٌ'') : دل کا بھیدی' رازداں۔ ﴿وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً﴾ (التوبۃ:١٦) ''اور انہوں نے بنایا ہی نہیں اللہ کے سوا اور نہ اس کے رسول کے سوا اور نہ مؤمنوں کے سوا کوئی دل کا بھیدی۔''

اَوْلَجَ (افعال) اِيْلَاجًا : گھسانا' داخل کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب : ''اَللّٰهُمَّ'' میں لفظ ''اَللّٰهُ'' کے آگے حرفِ ندا ''مّ'' (میم مشدد) ہے۔ ''مٰلِكَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ منادیٰ مضاف ہے اور ندائے ثانی ہے۔ ''مِمَّنْ'' دراصل ''مِنْ مَنْ'' ہے۔ ''اَلْخَيْرُ'' مبتدأ مؤخر ہے اور اس پر لامِ جنس ہے۔

ترجمہ:

قُلِ : آپؐ کہیے	اَللّٰهُمَّ : اے اللہ!
مٰلِكَ الْمُلْكِ : اے ملک کے مالک	تُؤْتِي : تو دیتا ہے
الْمُلْكَ : ملک	مَنْ : اس کو جسے
تَشَآءُ : تو چاہتا ہے	وَتَنْزِعُ : اور تو چھین لیتا ہے
الْمُلْكَ : ملک	مِمَّنْ : اس سے جس سے
تَشَآءُ : تو چاہتا ہے	وَتُعِزُّ : اور تو عزت دیتا ہے
مَنْ : اس کو جسے	تَشَآءُ : تو چاہتا ہے
وَتُذِلُّ : اور تو ذلت دیتا ہے	مَنْ : اس کو جسے
تَشَآءُ : تو چاہتا ہے	بِيَدِكَ : اور تیرے ہاتھ میں
الْخَيْرُ : کل خیر ہے	اِنَّكَ : یقیناً تو

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ :ہر چیز پر	قَدِیْرٌ :قدرت رکھنے والا ہے
تُوْلِجُ :تو گھساتا ہے	الَّیْلَ :رات کو
فِی النَّھَارِ :دن میں	وَتُوْلِجُ :اور تو گھساتا ہے
النَّھَارَ :دن کو	فِی الَّیْلِ :رات میں
وَتُخْرِجُ :اور تو نکالتا ہے	الْحَیَّ :زندہ کو
مِنَ الْمَیِّتِ :مردہ سے	وَتُخْرِجُ :اور تو نکالتا ہے
الْمَیِّتَ :مردہ کو	مِنَ الْحَیِّ :زندہ سے
وَتَرْزُقُ :اور تو عطا کرتا ہے	مَنْ :اس کو جسے
تَشَآءُ :تو چاہتا ہے	بِغَیْرِ حِسَابٍ :کسی حساب کے بغیر

نوٹ (۱) : ترکیب میں بتایا گیا کہ ''اَللّٰھُمَّ'' میں حرفِ ندا میم مشدّد لگا ہے' یعنی یہ دراصل ''اَللّٰہُ مَّ'' ہے۔اس ضمن میں دو باتیں نوٹ کر لیں۔اوّلاً یہ کہ حرف ''یَا'' کی طرح میم مشدد (مّ) بھی ایک حرفِ ندا ہے۔فرق یہ ہے کہ ''یَا'' منادیٰ سے پہلے آتا ہے' جبکہ میم مشدد منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ثانیاً یہ کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد کا استعمال صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔

نوٹ (۲) : آیاتِ زیرِ مطالعہ میں ''بِیَدِکَ الْخَیْرُ'' کے الفاظ بہت توجہ طلب ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم سے کوئی چیز چھن جاتی ہے یا کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے جس میں ہم اپنی سبکی محسوس کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمارے لیے کوئی بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے۔اگر کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ممکن ہے' تو اسے اس حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کیسے رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل کر دیتا ہے۔اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ کسی ایسی بات سے خیر برآمد کر دے جو ہماری محدود سمجھ کے مطابق نقصان دہ اور تکلیف دہ ہے۔البتہ اس میں کچھ وقت لگتا ہے جیسے رات کو دن میں تبدیل ہونے میں لگتا ہے۔

اکثر و بیشتر ہم لوگ اپنی منفی سوچ اور غلط ردّعمل کی وجہ سے خود کو اس آنے والے خیر سے محروم کر لیتے ہیں۔جن کا دل اس حقیقت پر مطمئن ہوتا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے ہاتھ میں کل خیر ہے' وہ لوگ وقت آنے پر اس کے خیر سے مستفید ہوتے ہیں۔